SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, June 11, 2010

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at fifty minutes past ten in the morning with Mr. Presiding Officer (Senator Muhammad Jahangir Bader) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بسمِ ٱللّٰهِ ٱلرَّحْمٰنِ ٱلرَّحِيْمِ۔

يٰأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَقُولُوا۟ قَوْلاً سَدِيدًا۔ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَـٰلَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ
ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا۔ إِنَّا عَرَضْنَا ٱلْأَمَانَةَ عَلَى
ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَٱلْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَن يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا ٱلْإِنسَـٰنُ ۖ إِنَّهُۥ
كَانَ ظَلُومًا جَهُولاً۔ لِّيُعَذِّبَ ٱللَّهُ ٱلْمُنَـٰفِقِينَ وَٱلْمُنَـٰفِقَـٰتِ وَٱلْمُشْرِكِينَ
وَٱلْمُشْرِكَـٰتِ وَيَتُوبَ ٱللَّهُ عَلَى ٱلْمُؤْمِنِينَ وَٱلْمُؤْمِنَـٰتِ ۗ وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا۔

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ٹھیک بات کیا کرو تاکہ وہ تمہارے اعمال کو درست کرے اور تمہارے گناہ معاف کر دے اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانا سو اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔ ہم نے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے امانت پیش کی پھر انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور اسے انسان نے اٹھا لیا۔ بے شک وہ بڑا ظالم بڑا نادان تھا تاکہ اللہ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے اور مومن مردوں اور عورتوں پر مہربانی کرے اور اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔

سورۃ الاحزاب۔ آیات 70 تا 73

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اللہ تعالیٰ کے پاک نام سے آج کے اجلاس کی کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

Now I call upon Senator Maulana Muhammad Saleh Shah, Chairman, Standing Committee on Religious Affairs, Zakat and Ushr to present report of the Committee on the issue of new Haj Policy of the Government and resultant increase in the air fare for Haj. Yes, Mr. Senator.

Point of Order: Increase in Haj Fares.

سینیٹر مولانا محمد صالح شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ میں بحیثیت چیئرمین قائمہ کمیٹی برائے مذہبی امور، زکوٰۃ اور عشر، حکومت کی نئی حج پالیسی اور اس کے نتیجے میں حج کے لیے جہاز کے کرایوں میں اضافے کے مسئلے پر کمیٹی کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔ اس سلسلے میں ہاؤس میں تفصیلی بحث کی گئی تھی اور ruling دی گئی تھی۔ حج پیکیج میں جو کرایوں میں اضافہ کیا گیا ہے اس پر کمیٹی نے متفقہ فیصلہ کیا ہے کہ اس کو ختم کیا جائے اور چاروں صوبوں میں حج کے کرایے مساوی انداز سے نافذ کیے جائیں۔

Mr. Presiding Officer: Report stands presented.

زاہد خان صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟ اچھا، میں اس میں ایک عرض کردوں کہ اس پر by procedure speeches نہیں کی جا سکتیں۔ ہاں اس پر اگر کوئی brief observation ہو آپ کی تو وہ آپ پیش کر سکتے ہیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب! چونکہ میں بھی اس کمیٹی کا ممبر ہوں اور اگر آپ مجھے دو تین منٹ بولنے کی اجازت دیں تو میں اس پر بول لیتا ہوں، اگر نہیں تو پھر Minister Sahib جواب دیں۔ اس دن جب ہماری اس پر meeting ہوئی تو بہت سارے دوسرے ممبر جو ہماری کمیٹی کے ممبر نہیں تھے وہ بھی آئے تھے تو میں بھی اس پر کچھ بولنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیتے ہیں تو بول لیتا ہوں۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ رپورٹ آ گئی ہے تو پھر وہ جواب دے دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اس پر میں نے دو چیزیں عرض کی ہیں کہ اگر کوئی urgent and immediate observation ہے تو آپ ابھی پیش کر سکتے ہیں but if you want to give detailed speech, اپنے خیالات پیش کرنا چاہتے ہیں تو جب اس پر discussion کی جائے گی تو پھر بول لیجئے گا۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب ایک urgent observation ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ہاں اگر urgent observation ہے تو فرمائیے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! اللہ تعالیٰ آپ کو اس کرسی پر لائے ہیں اور خدا کرے کہ آپ بہت اونچی کرسیوں پر جائیں اور یقیناً آپ ہمارے ساتھ بھی مہربانی کریں گے۔ اس کمیٹی نے جس میں مجھے بھی دعوت دی گئی تھی اور یہ چیئرمین صاحب نے بنائی تھی، یہ فیصلہ کیا ہے اور یہ بڑا urgent ہے۔ یہ کوئی routine کی committee نہیں ہے کہ اس کی رپورٹ آ گئی، table ہو گئی۔ فیصلہ کیا ہوا ہے؟ کمیٹی نے آخر میں متفقہ فیصلہ کیا کہ حج کرایوں میں جو اضافہ کیا گیا ہے اس کو فوری واپس لیا جائے۔ اس میں کسی قسم کا اضافہ قابل قبول نہیں ہے۔ جو کرایہ پچھلی دفعہ یعنی 2002ء میں لیا گیا ہے وہی اس سال لیا جائے یعنی ایک لاکھ پچاسی ہزار فی حاجی کے حساب سے حکومت کو وصول کرنا چاہیے اور یہ کرایہ پاکستان کے تمام شہروں میں یکساں ہو۔ یہ فیصلہ ہے۔ اس کے بعد بہت ساری recommendations ہیں۔ یہ مسئلہ چونکہ کمیٹی میں اٹھا تھا اور آپ نے مہربانی کی اس خصوصی حج کمیٹی کے ساتھ اور تمام ممبران کو بھی کہا کہ associate کریں۔ یہ فیصلہ ہوا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہاؤس سے پوچھ لیں کہ یہ فیصلہ ہاؤس کو تسلیم ہے یا نہیں ہے۔ ہاؤس اگر اس فیصلے کو تسلیم کرتا ہے تو پھر میرا خیال ہے بات آگے بڑھے گی۔ اگر ہاؤس سے نہ پوچھا گیا، اس فیصلے کی تائید حاصل نہ کی گئی تو یہ پھر نشستند، گفتند و برخاستند والی بات ہو جائے گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے۔ Thank you, زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: آپ نے اجازت دی، آپ کی مہربانی ہے۔ ہوا یہ تھا کہ جب اس سے پہلے ہماری Standing Committee کی meeting ہوئی تھی اور ہم نے حج ministry کو یہ کہا تھا کہ جب پالیسی cabinet میں لے کر جانی ہو تو اس سے پہلے ہمارے ساتھ discuss کریں۔ انہوں نے یہ گوارا نہیں کیا اور ہماری کمیٹی کے سامنے نہیں لائے۔ جب ایک دن پہلے اخبارات میں آیا کہ policy announce ہو گئی تو ہاؤس میں کوئی ایسا ممبر نہیں تھا جو اس پالیسی کی support کرتا۔ اس پر چیئرمین صاحب نے ruling دی تھی کہ آپ جلدی meeting بلالیں اور اس کمیٹی میں جو ممبر بھی جانا چاہتا ہے چلا جائے اور ایک ہفتے کے اندر آپ اس کی رپورٹ دے دیں۔ رپورٹ آ گئی جو کہ ہاؤس کی رپورٹ ہے۔ Minister Sahib اگر اس پر کچھ کہنا چاہتے ہیں تو کہہ لیں، اس کے علاوہ

اس میں کچھ نہیں۔ دو باتیں ہیں جناب، ایک تو ہمارا Privilege Motion بھی آرہا ہے کیونکہ اس دن سب سینیٹروں نے کہا تھا کہ Minister and State Minister کے خلاف ہمارا Privilege Motion ہے کیونکہ جس دن ہماری meeting ہو رہی تھی تو Minister Sahib یہاں موجود تھے جن کے خلاف ruling دی گئی اور چیئرمین صاحب نے ruling دی لیکن اس committee meeting میں Minister Sahib بھی نہیں آئے اور نہ State Minister sahib آئے۔ انہوں نے آنا گوارا نہیں کیا۔ پورا ہاؤس اس کمیٹی میں بیٹھا تھا۔ جناب والا! اس دن پورا ہاؤس بیٹھا ہوا تھا، کمیٹی نہیں تھی اور پورے ہاؤس نے یہ متفقہ decision لیا کہ ہمارا breach of privilege ہوا ہے ۔ ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے اس لیے ہم Minister اور Minister of State کے خلاف تحریک استحقاق جمع کرواتے ہیں اور وہ آپ کمیٹی کو refer کر دیں۔ وہ تحریک استحقاق ابھی آرہی ہے ۔ چونکہ میں بھی اس کمیٹی کا ممبر ہوں، میں اس پر دستخط کروں گا لیکن بات یہ ہے کہ یہ ہاؤس کا فیصلہ ہے۔ اس میں میرے خیال میں کوئی بات یا کوئی جواز پیدا کرنے کی ضرورت نہیں، اگر منسٹر صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں تو اس دن بھی ان کی ساری منسٹری اس میٹنگ میں بیٹھی ہوئی تھی اور منسٹری والوں نے اپنے دلائل دیے لیکن ان دلائل کو کمیٹی نے accept نہیں کیا اور کمیٹی اس نتیجے پر پہنچی کہ نئی حج پالیسی میں کرائے میں جو اضافہ کیا گیا ہے یہ غلط ہے ، یہ قوم کے ساتھ ظلم ہے اس لیے ہم متفقہ طور پر فیصلہ کرتے ہیں کہ پچھلے سال والا پیکیج بحال ہو اور سارے شہروں سے ایک سا کرایہ وصول کیا جائے۔ یہ پورے ہاؤس کا فیصلہ ہے۔

Mr. Presiding Officer: Zahid Sahib, I respect your ideas. لیکن جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اس کے لیے ایک الگ procedure ہے۔ اس پر الگ discussion اسی House میں کی جائے گی۔ اب ہم نے بجٹ کی جانب بڑھنا ہے اس لیے میں request کرتا ہوں۔۔۔۔۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب والا! میرے بھائی زاہد خان صاحب نے جو کچھ کہا ہے وہ اپنی جگہ بڑا اہم ہے ۔ اس کمیٹی نے ایک فیصلہ کیا ہے ، یہ کمیٹی آپ نے بنائی ہے ۔ اس کمیٹی کو آپ نے expand کیا تھا۔ اس کمیٹی کے فیصلے کے متعلق ایوان سے پوچھا جائے کہ منظور ہے یا نہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں عرض کرتا ہوں کہ اب بھی Minister صاحب بیٹھے ہیں، ان سے بھی detail میں جواب نہیں لیا جا سکتا، وہ بھی آپ کو briefly کچھ assurance تو کروا سکتے ہیں لیکن detail سے ساری چیزوں کا پیش کرنا ممکن نہیں کیونکہ اس میں دوسرے محکمے بھی involve ہیں---

سینیٹر حاجی محمد عدیل: ہم نے تمام دوسرے محکموں کو موقع دیا ہے۔ کمیٹی کا فیصلہ ہے ، ہاؤس کہے کہ یہ غلط ہے یا صحیح ہے۔ اگر آپ کمیٹی کے اس فیصلے کو ہاؤس کے سامنے پیش نہیں کرتے تو اس ہاؤس میں بیٹھنے کی بجائے ہم سب باہر چلے جاتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: حاجی صاحب! ایسا نہ کریں۔ I honour your words بات یہ ہے کہ اگر آج کا ایوان صرف اس matter کے لیے بلایا گیا ہوتا کہ کمیٹی کی جو رپورٹ ہے اس پر discussion کی جائے تو آپ کا point is very valid آج actually budget پر بحث کے لیے ایوان بلایا گیا ہے لیکن آج چونکہ اس رپورٹ کے لیے وقت دیا گیا تھا اس لیے یہ پیش ہو گئی ہے۔ آج اس کو present تو کر دیا گیا ہے، آپ کی observations بھی لے لی گئی ہیں۔ اس پر detail سے decision لینے کے لیے یہ by procedure ہی پیش ہو گا۔ منسٹر صاحب بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں ان کو بھی موقع دیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: Minister and Deputy Minister اس میٹنگ میں نہیں آئے تو بھی کمیٹی کی میٹنگ ہوئی، اس کی رپورٹ آ گئی۔ اب رپورٹ پیش ہونے کے بعد میرا خیال ہے کہ منسٹر صاحب کو بھی briefly سن لیا جائے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب والا! منسٹر صاحب میرے بعد فرمائیں تو پوری بات آ جائے گی۔

Mr. Presiding Officer: Very briefly.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب والا! طریق کار کے حوالے سے آپ کی بات بالکل درست ہے اور سر آنکھوں پر، لیکن مسئلہ اس وقت بہت فوری نوعیت کا ہے اور اس دن چیئرمین صاحب نے اس بات کو محسوس کرتے ہوئے نہ صرف اس کو کمیٹی کے حوالے کیا بلکہ ارشاد فرمایا کہ جو

سینیٹر بھی اس کمیٹی میں جانا چاہتا ہے اس کو اجازت ہے تو وہ تقریباً Standing Committee نہیں تھی بلکہ full House کو انہوں نے کمیٹی بنا دیا تھا۔ اس لیے اس رپورٹ کی حیثیت بہت ہی مختلف ہے اور اس میں جو آخری پیرا ہے، جو فیصلہ ہے اس میں کمیٹی نے یہ کہا ہے کہ 2009 کی سطح پر کرایہ لایا جائے اور اس میں North & South کا جو difference ہے وہ بھی ظالمانہ ہے اس کو بھی واپس لیا جائے اور واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ ہر حاجی سے ایک لاکھ پچاسی ہزار روپیہ وصول کیا جائے۔ اب آپ نے بالکل درست فرمایا کہ وزیر صاحب assurance دیں، ہمیں یہ assurance چاہیے کہ اس پر عملدرآمد ہو گا اور اس کے علاوہ کوئی کام نہیں ہو گا۔ ایسا نہ ہو کہ ہماری کمیٹی کا کام نشستند، گفتند و برخاستند والا نہ ہو جائے بلکہ اس کا کوئی نتیجہ نکل آئے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ایسا نہیں ہو گا۔ I agree with you. وزیر صاحب، آپ فرمائیں، اس پر آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں؟

سید حامد سعید کاظمی (وفاقی وزیر برائے مذہبی امور): بہت شکریہ جناب چیئرمین، گزارش یہ ہے کہ سب سے پہلے تو میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ جس وقت سٹینڈنگ کمیٹی کی تاریخ fix ہو رہی تھی تو اس وقت، یہ بات آپ سٹینڈنگ کمیٹی کے سٹاف سے confirm کر سکتے ہیں، ان کو یہ بتایا گیا کہ میری موتمر عالم اسلامی کے حوالے سے وہاں پر ایک ضروری میٹنگ ہے اور وزیر اعظم صاحب سے بجٹ سیشن میں special permission لی ہوئی ہے، میں وہاں جا رہا ہوں اگر آپ مہربانی کریں اور ایک دن delay کر دیں یعنی میں کل یہاں پر تھا اور within 7 days کی limit میں، میں یہاں پر دوبارہ موجود ہو رہا تھا تو میں نے عرض کیا تھا کہ اگر ایسا کر لیں تو میں حاضر ہوں گا لیکن انہوں نے وہ تاریخ change نہیں کی۔ بہر حال تحریک استحقاق پیش کرنا یقیناً ان کا اپنا استحقاق ہے، وہ کر سکتے ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ میں نے deliberately کمیٹی کی اہمیت کو neglect کیا تھا یا کوئی ایسا مسئلہ تھا اور میں نے avoid کیا تھا، اایسی صورت حال نہیں تھی۔ اس کمیٹی کی میٹنگ میں ہمارے وفاقی سیکریٹری خود موجود تھے۔ ویسے تو Minutes اگر منگوائے جائیں تو پتا چلے گا، مجھے یہ بتایا گیا کہ اس کمیٹی میٹنگ میں اس وقت جو بھی ارکان موجود تھے، انہوں نے کہا ہے کہ ہمارا فیصلہ ہے and we are not ready to listen to any argument. ہم نے جب فیصلہ کر لیا ہے تو بات ختم ہو گئی ہے۔

بہرحال میں عرض کروں گا کہ اب صورت حال یہ ہے کہ یہاں حاجی عدیل صاحب بھی فرما رہے ہیں اور باقی دوست بھی کہہ رہے ہیں، آپ جانتے ہیں کہ سٹینڈنگ کمیٹی کی سفارشات ہوتی ہیں، فیصلے نہیں ہوتے۔ کمیٹی کی جو سفارشات ہیں وہ ظاہر ہے کہ وزیراعظم صاحب کو بھیجی جائیں گی۔ کابینہ نے ایک چیز approve کی ہے۔ اب طریقہ کار کے مطابق کیونکہ اگر ہم طریقہ کار کو ایک طرف رکھ دیں گے تو اس کا کیا نتیجہ نکلے گا، یہ مجھ سے زیادہ آپ جانتے ہوں گے یا یہ ایوان بہتر جانتا ہوگا، وہ سفارشات وزیراعظم صاحب کو بھیجی جائیں گی اور ادھر سے جو بھی آرڈر ہوگا اور پھر ظاہر ہے کہ یہ دوبارہ کابینہ میں لانا پڑے گا۔ میں ایک مثال کے طور پر عرض کروں کہ پچھلے سال جب Parliamentarians کا کوٹا ختم کرنے کی بات کی گئی تھی تو ہاؤس نے یہاں سے ایک قرارداد پاس کی تھی کہ وہ کوٹا بحال کیا جائے۔ وہ قرارداد ہم دوبارہ کابینہ میں لے کر گئے اور کابینہ نے اس پر غور و خوض کر کے یہ فیصلہ کیا کہ نہیں، ایک فیصلہ ہو گیا ہے ہم اس کو واپس نہیں لے رہے۔ تو کہنے کا مقصد یہ تھا کہ ایک طریق کار کے مطابق جو بھی ہوگا ظاہر ہے کہ we are obliged to follow that ہم اس کے مطابق انشاء اللہ عمل کریں گے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: حاجی صاحب! مجھے موقع دیں کہ میں منسٹر صاحب کی بات کے متعلق کچھ کہوں۔ منسٹر صاحب! اس میں مسئلہ یہ ہے کہ sense of Committee ہے it is not a sense of Standing Committee of Senate for Religious Affairs only, this is the sense of the Committee of the House. So, it is giving a different sense. اگر یہ کسی عام standing committee کی کوئی recommendations ہوتیں تو آپ کا point of view بہت مضبوط تھا کہ یہ سفارشات جائیں گی اور کابینہ میں فیصلہ ہوگا۔ اس میں دو چیزیں ہیں کہ آپ یہ سفارشات جہاں بھیجنا چاہتے ہیں، وزیراعظم صاحب سے approval لینی is a part of your procedure, we agree to this but پورے ہاؤس کی کمیٹی ہے اس کو کوئی نہ کوئی تو briefly surety دیں کہ how much time this will be taking and what is the point of view of Ministry of Haj to facilitate the hajis. ٹھیک ہے جی، thank you.

(ڈیسک بجائے گئے)

سید حامد سعید کاظمی: جناب چیئرمین، گزارش یہ ہے کہ وزیر اعظم صاحب کو تو ایک طریق کار کے مطابق یہ سفارشات جائیں گی لیکن جو next cabinet meeting ہے انشاء اللہ وزارت مذہبی امور سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ کی روشنی میں وہاں یہ چیز پیش کر دے گی اور پھر Cabinet decision جو بھی آئے گا اس کی روشنی میں انشاء اللہ عمل کیا جائے گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: کیا آپ اس ایوان کو within ten days اپنی رپورٹ دے دیں گے۔

سید حامد سعید کاظمی: میں عرض کر رہا ہوں کہ رپورٹ ہمیں تو نہیں دینی، سٹینڈنگ کمیٹی کی جو رپورٹ ہے اس کی روشنی میں ہم یہ معاملہ کابینہ میں put کر دیں گے اور کابینہ میں discussion ہو گی، جو بھی نتیجہ ہو گا وہ انشاء اللہ سامنے آجائے گا۔ باقی میں اتنی بات مزید یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ یہ دیکھیے جہاں ہم کھڑے ہیں، اسلام آباد، لاہور وغیرہ سے یہ پیکیج دو لاکھ روپے کا تھا۔ اب ایک سال میں جو inflation ہوئی ہے، جو devaluation of currency ہوئی ہے، جو کچھ بھی ہوا ہے اس کے بعد اب سٹینڈنگ کمیٹی یہ کہے کہ نہیں جی، پچھلے سال سے بھی یہ پیکیج ۱۵ ہزار روپے کم کر دیا جائے تو یہ کس حد تک ہمارے لیے ممکن ہو گا۔ next Cabinet meeting میں we are going to put it انشاء اللہ۔

Mr. Presiding Officer: I agree with you. Next time come with the facts.

Now we will move to the budget speeches. اس پر briefly discussion ہو چکی ہے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب! آپ ruling دیں کہ Standing Committee کا فیصلہ binding ہے یا نہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ابھی تو اس کا فیصلہ نہیں ہوا۔ ابھی تو صرف اتنا ہوا تھا کہ this sense is from the full Committee of the House. جی بخاری صاحب۔ آپ قائد ایوان کو سن لیں۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari(Leader of the House): Thank you Mr. Chairman. The honourable Minister for Religious Affairs has categorically stated that this recommendation and suggestion will be taken to the Cabinet and it will be deliberated over there and the decision is taken. Previously, whatever the Haj policy was announced, it was announced in consultation and with the approval of the Cabinet. Rule 144 and 145 deal with the Standing Committees' suggestions and I would read last portion of that.

"…the Standing Committee shall study such subject or matter….

(Interruption)

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: It is a Standing committee. This is the report of a Standing Committee. Let me finish it now. For God's sake let me finish it now. It is the Standing Committee. The matter was referred to the Standing Committee. Now they have submitted a report. It is a consensus document. They have given a suggestion. They have given the recommendations to the House. Now the report would be presented before the Cabinet and the Cabinet is the competent authority to decide the policy. It would be deliberated over there and the policy would be given by the Cabinet. Certainly the honourable Minister has made a commitment that he will take this matter to the Cabinet and the Government would decide about that.

Mr. Presiding Officer: As far as the procedure is concerned, you are right.

(Interruption)

Mr. Presiding Officer: Please see, sufficient discussion has been done on it.

آپ تشریف رکھیں، میں آپ کو بتاتا ہوں۔آپ ایسے cross talk نہ کریں۔ This will break the sanctity of the House. آپ مہربانی کرکے ہاؤس کے discipline کو برقرار رکھیں۔ خالد صاحب! میری عرض سنیں کہ جو کچھ آج آیا This is not end of the day. میں آپ سے یہ کہہ رہا ہوں۔ Discussion can begin as a procedure in the next hours. Now we should move to the budget میں پروفیسر ابراہیم صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بجٹ پر بولیں۔

(Interruption)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اچھا وزیر صاحب کو سن لیں۔ جی وزیر صاحب۔

سید حامد سعید کاظمی: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ یہ Standing Committee کی رپورٹ ہے جو پیش کی گئی ہے، اس پر لکھا ہوا ہے کہ یہ Standing Committee کی report ہے۔ جیسے حاجی عدیل صاحب فرما رہے تھے کہ اب یہ ہاؤس میں پیش کی جائے۔ اگر یہ ہاؤس کا decision ہے تو پھر دوبارہ ہاؤس میں پیش کرنے کا کیا مقصد ہے؟ ظاہر ہے ان کا یہ مطالبہ بذات خود invalid ہو جاتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کیا Cabinet کا decision کوئی دوسرا اس طرح overrule کر سکتا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ ٹھیک کہتے ہیں۔

سید حامد سعید کاظمی: ہمیں Standing Committee کا احترام ہے، ان کی recommendations and decisions کا احترام ہے لیکن ہمیں procedure کے مطابق ہی چلنا پڑے گا۔

(At this stage the honourable members belonging to ANP and JUI staged a token walk out)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ Religious Minister ہیں ۔ آپ کو پتا ہے religion ایک جذباتی matter ہے ۔ اس پر بعض دفعہ دوسری چیزیں کام نہیں کرتیں۔ میرے خیال میں آپ ان کو ensure کریں کہ اس پر یہاں discussion ہو گی۔ I will also ensure them and ask the Leader of the House کہ وہ انہیں یہاں منا کر لائیں

اور آپ انہیں ensure کریں کہ in the minimum period of time deliberations would be made. آج بجٹ اجلاس میں وہ جذباتی ہو گئے ہیں، اس طرح deliberation نہیں کی جا سکتی۔ آپ جائیں، شکریہ۔

(Pause)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میرے خیال میں جب تک معزز اراکین واپس تشریف لاتے ہیں اس وقت تک ہاؤس کو deadly نہیں رہنا چاہیے اور if there is any point of order, I call upon any member of the Senate that he can speak on any point of order today, before we go to the budget speech.

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب! کل پروفیسر ابراہیم صاحب نے ایک point of order اٹھایا تھا تو میں اس کا جواب دے دیتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: انہوں نے کہا ہے کہ وہ آرہے ہیں and after the speeches are made we will come to that. آپ کو موقع دیا جائے گا۔ جی طلحہ محمود صاحب۔

سینیٹر محمد طلحہٰ محمود: جناب چیئرمین! میں اسی سلسلے میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے کل اسی سلسلے میں point of order پر بات بھی کی تھی، جس پر زاہد خان صاحب نے کہا تھا کہ طلحہٰ صاحب آپ نمبر بنا رہے ہیں جبکہ یہی مسئلہ تھا اور آج House نے دیکھ لیا کہ اس پر واک آؤٹ ہوا۔ Basically, جب تک سینیٹ وزارت مذہبی امور کی مدد نہیں کرے گا اس وقت تک یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ اس میں پی آئی اے کو counter کرنا پڑے گا، building hiring کے سلسلے میں سعودی عرب میں جو کھانچا چل رہا ہے اس کو رکوانے کی کوشش کی جائے۔ جب تک ان دو بڑے items کو handle نہیں کیا جائے گا، یہ معاملہ حل نہیں ہوگا۔ اس وقت تو بخاری صاحب بھی غصہ کر گئے۔ میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ صرف بخاری صاحب اور اس حکومت کے تمام bureaucrats کی ذمہ داری نہیں ہے کہ اگر کوئی آدمی غلط کام کرتا ہے تو اس کی ذمہ داری حکومت پر آئے گی یا نیر بخاری صاحب پر آئے گی۔ اس میں وہی شخص ذمہ دار ہے۔ ان کو روکنا ہے اور ہماری حکومت یہ کام کر رہی ہے۔ میں appreciate کرتا ہوں حکومت کو۔ کئی چیزوں میں انہوں نے لوگوں کو پکڑا ہے۔ کل یہ

میری بات کو غلط انداز میں لے گئے کہ میں حکومت پر allegation لگا رہا ہوں۔ ایک آدمی سعودی عرب میں بیٹھ کر commission کھا رہا ہے تو اس کا حکومت سے کیا تعلق ہے؟ اس میں حکومت کا کیا قصور ہے؟ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ بھئی ان لوگوں کو پکڑیں جو وہاں پر لاکھوں ریال کا کھانچا لگا رہے ہیں۔ جس کا فائدہ وہ اٹھا رہے ہیں اور نقصان ہمارے عوام اٹھا رہے ہیں۔ اس میں آپ کو وزارت مذہبی امور کی مدد کرنی پڑے گی۔ کمیٹی نے جو proposal دی ہے کہ Rs.38,000/- straightaway اڑا دو۔ وہ کیسے اڑا دیں؟ وہ ایسے تو نہیں اڑے گا جب تک اس کی کوئی background نہیں ہو گی۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ اس کمیٹی کو دوبارہ reinstate کریں یا کوئی ایسا طریقہ بنائیں کہ معاملہ sort out ہو جائے ورنہ یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ صرف debate ہی ہو گی۔ اس میں، میں نے یہ option دی تھی کہ کچھ لوگ involve کریں اور اس میں سے مجھے بیشک نکال دیں، اگر مجھ سے ان کو کوئی problem ہے۔ میں نے تو کل یہ بھی option دی تھی کہ اپنے خرچے پر ہم یہ کام کرنے کے لیے تیار ہیں لیکن اگر آپ صرف dictation دیں کہ جناب! Rs.238,000/- میں سے Rs.38,000/- اڑا دیں یا Rs.200000/- اڑا دو، ایسے تھوڑا ہی اڑ سکتا ہے۔ آپ کو اس میں پوری تحقیقات کرنی پڑے گی۔ PIA کو بلانا پڑے گا اور جو دوسرے مسائل ہیں ان پر بیٹھ کر working کرنی پڑے گی تب آپ اس مسئلے کو sort out کر سکتے ہیں ورنہ یہ مسئلہ اسی طرح رہے گا۔ کل بھی میں نے درخواست کی تھی اور آج پھر میں درخواست کر رہا ہوں کہ یہ ہمارا مذہبی فریضہ ہے، یہاں پر لوگ سو، سو روپے، ہزار، ہزار روپے ساری زندگی جمع کر کے پھر حج پر جاتے ہیں۔ لہذا اس چیز کو easy نہ لیا جائے، اس کے لیے دوبارہ کمیٹی تشکیل دی جائے یا جس طرح زاہد صاحب نے کہا ہے کہ ہماری ایک sub-Committee بنی ہے اور میں نے 17 تاریخ کو اس کا اجلاس طلب کیا ہے تو ان کو authority دے دیں۔ میں چاہتا ہوں کہ سینیٹ کچھ نہ کچھ ضرور کرے۔ میں positively بات کر رہا ہوں۔ زاہد صاحب شاید یہ سمجھے ہیں کہ ان کی کمیٹی کے بارے میں میرا کوئی غلط اندیشہ ہے۔ میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے اور نہ ہی میں کوئی نمبر بنا رہا ہوں۔ میں صرف اور صرف اس حوالے سے بات کر رہا ہوں کہ یہ ہمارا ایک بہت بڑا مذہبی فریضہ ہے اور میں اس میں part play کرنا چاہتا تھا لیکن کل میری بات کو بہت easy لیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح سینیٹ کی بھی کوئی عزت نہیں ہو گی اگر آپ Rs.38,000/- کم کرتے ہیں اور وزارت مذہبی امور اس کو نہیں مانتی، تو کیا message

جائے گا قوم کے پاس۔ اس طرح آپ کا image بھی خراب ہوگا۔ لہذا مدد کرنے کے لیے آپ دوبارہ کمیٹی تشکیل دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں اس سے پہلے یہ کہہ چکا ہوں کہ اس میں دوسرے محکمے بھی involve ہیں۔ لہذا Ministry of Religious Affairs کو یہ موقع دیا جائے کہ ان کے ساتھ interact کرے۔ میں آپ کی اس بات کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے بالکل صحیح direction میں بات کی ہے کہ اس میں بہت ساری چیزوں کو materialize کرنے کے لیے وزارت مذہبی امور کو یہ موقع دینا چاہیے کہ وہ کسی ایک حتمی نتیجے پر پہنچنے کے لیے اپنے procedure کو follow کرے in due course of time. قانون کی تمام کتابوں میں "in due course of time" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ بابر اعوان صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ "yes" کہہ رہے ہیں میری اس بات پر۔ "In due course of time" تو ہر جگہ قانون میں ہے۔ This is a constitutional House. یہاں پر کوئی magic نہیں ہو سکتا۔ ایک due course of time آپ کو دینا ہوگا چیزوں کو ایک عملی شکل دینے کے لیے۔ یہ دوست ہیں، اس لیے میں نے ان سے درخواست کی ہے کہ آپ وزیر صاحب کو موقع دیں کہ وہ کسی حتمی نتیجے پر پہنچیں، اس پر وہ بھی مدد کریں گے آپ کی، اس سے خود ان کی اپنی عزت افزائی بھی ہوگی کہ اگر کسی جگہ unnecessary burden حاجیوں پر ہے تو یہ اس کو کم کرواسکتے ہیں۔ جی کاظمی صاحب۔

سید حامد سعید کاظمی: بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ گزارش یہ ہے کہ اللہ کے فضل و کرم سے ہم بھی public representatives ہیں۔ ہمیں بھی عوام کو face کرنا ہے اور ظاہر ہے کہ زیادہ ذمہ داری تو وزارت مذہبی امور پر ہی آتی ہے اور بحیثیت وفاقی وزیر برائے مذہبی امور مجھے عوام کے سامنے زیادہ جوابدہی کرنی ہے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اگر کوئی ایسی صورت بن سکتی ہو کہ حج package کم ہو سکتا ہو اور عوام کو relief مل سکتا ہو تو اس میں ظاہر ہے کہ جو benefit ہمیں ہے، جو سرخاب کا پر وزارت مذہبی امور کو لگ سکتا ہے، وہ کسی اور کو تو نہیں لگے گا۔ اب مسئلہ صرف یہ ہے کہ ہمیں ایک procedure کے مطابق چلنا ہے اور جو کچھ بھی محترم سینیٹر طلحہٰ صاحب نے ارشاد فرمایا، یا تو ایسا کرلیں کہ یہ تو بجٹ سیشن ہے اگر اس کے دوران آپ چاہیں تو جو کچھ بھی package ہم نے دیا ہے، ہم اس کی detail یہاں پر لاکر رکھ دیں کہ جناب والا! یہ اضافہ کس کس مد میں ہوا ہے

اور میرا خیال ہے کہ جب ہم ذرا تھوڑا سا rational ہو کر غور کریں گے تو اس میں اگر کہیں کوئی گنجائش نکلتی ہو گی تو ہمیں خود پتا چل جائے گا کہ یہ گنجائش صحیح ہے یا غلط ہے، اگر یہ اضافہ غلط ہے تو ہم اس کے بارے میں بھی غور کرسکتے ہیں اور اگر کم ہوسکے تو ہمیں تو اس پر قطعاً کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں Standing Committee کی ان سفارشات کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور Cabinet میں اس کی بنیاد پر اگر کوئی فیصلہ ہوگا تو یقیناً ہم اس کو follow کریں گے۔ بات یہ ہے کہ یہاں پر آج کوئی بھی چاہے، جناب چیئرمین چاہیں یا میں چاہوں، اگر میں کہوں کہ نہیں جی ہم یہ کم کر دیتے ہیں تو یہ ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔ ایک چیز Cabinet سے approved ہے تو ظاہر ہے یہ وہیں پر revise ہو گی۔ میں نے تو اس بارے میں کوئی دوسری بات نہیں کی ہے۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ نہیں جی میں تو ڈنڈا لے کر کھڑا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ کیسے ہوتا ہے۔ میری یہ اوقات اور حیثیت نہیں ہے۔ میں Standing Committee کا شکر گزار بھی ہوں اور انشاء اللہ ان کے فیصلوں کا احترام کرنے کی پوری کوشش کروں گا۔ شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Thank you. Very good approach. Very positive approach.

جی چٹھہ صاحب۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حج ایک بنیادی فریضہ ہے اور اسلام کے بنیادی ارکان میں شامل ہے۔ یہ بڑا ہی sensitive معاملہ ہے اور ہر مسلمان کا بڑا دلی اور جذباتی لگاؤ ہے کہ وہ مکہ مکرمہ میں، میدان عرفات میں اور روضہ رسول ﷺ پر حاضری دے۔ اس لحاظ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں موجودہ حالات میں جو ایک مشکل دور ہے economy کے لحاظ سے بھی اور سیاسی لحاظ سے بھی لیکن یہ ہر مسلمان کے لیے ایک بنیادی فریضہ بھی ہے اور اس کا ایک جذباتی لگاؤ بھی ہے۔ ملک میں جتنے برے حالات غربت اور بے روزگاری کے حوالے سے ہیں اور بہت کٹھن ہے آج کل پیسے کا حصول اور لوگوں کی purchasing power ختم ہو گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں جہاں تک ممکن ہو سکے اس کو subsidize کرکے یا کسی اور ایسے اچھے اور متمول ملک سعودی عرب یا برونائی وغیرہ سے کچھ لے کر اگر حج کو سستا کیا جا سکے تو یقیناً یہ ایک بہت بڑا اور اچھا کام ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ سمجھتا ہوں، اتفاق سے بابر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور مذہبی امور کے وزیر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں، تو میری گزارش یہ ہے کہ ہمیں نبی

کریم ﷺ کی سنت پر عمل کرنا چاہیے، انہوں نے صرف ایک حج کیا اور امہ پر، صرف متمول لوگوں پر، صاحب جائیداد لوگوں پر ایک حج فرض کیا گیا لیکن یہ دیکھا گیا ہے کہ بہت سارے لوگ حج repeat کرتے ہیں، ہر سال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں نے 25 حج کیے ہیں، میں نے 40 حج کیے ہیں، وہ دراصل حج تو نہیں بلکہ میرے خیال میں وہ کوئی trading کرتے ہیں یا کوئی مشغلہ بنا رکھا ہے۔ اس سے جو حاجی ایک مرتبہ بھی حج پر نہیں جا سکے، قرعہ اندازی میں رہ جاتے ہیں، وہ ان کا حق مار رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت وقت کو اور خاص طور پر وزیر برائے حج کو اس بات پر کڑی نظر رکھنی چاہیے کہ سنت پر عمل کرتے ہوئے ایک شخص کو صرف ایک حج کی اجازت دی جائے اور اسے دوسرے حج کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔ تقریباً 1/3rd یا ½ ایسے لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے حج کو تجارت بنا لیا ہے یا مشغلہ بنا رکھا ہے اور وہ بار بار حج پر جاتے ہیں اور دوسرے لوگوں کا حق مارتے ہیں۔ یہ اسلامی لحاظ سے بھی مناسب نہیں ہے۔

دوسری بات، جہاں حکومت کئی اور مدوں میں خرچ کرتی ہے اگر حج کے کرایوں میں کوئی subsidy دے دے، یہ درست ہے کہ حج کمپنی یا جو ہماری PIA ہے یا سعودی عرب ہے جو ہمارے حاجیوں کو transport کرتا ہے، وہ اکثر petrol وغیرہ کا خرچ دیتا ہے۔ ان کی یہ مجبوری ہے۔ پچھلے سال دو لاکھ روپے minimum خرچہ تھا لیکن اب یہ چاہتے ہیں کہ Rs,.185,000/- ہو جائے اور میرے خیال میں یہ مشکل ہوگا لیکن کسی اور طریقے سے اس کو contribute کر کے subsidize کر دیا جائے تو یقیناً یہ ایک کار خیر ہوگا۔ لوگوں کو فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے امداد ملے گی اور یہ صدقہ جاریہ ہے۔ دوسری چیزیں جو ہوتی ہیں مثلاً فوجیوں کو خدام الحجاج بنا کر بھیجتے ہیں اگر civil side سے نیک لوگوں کو لیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اور فائدہ ہوگا تو اس لحاظ سے بہت ساری چیزیں ہیں جن پر نظر ثانی ہو سکتی ہے اور اس کا کرایہ بھی کم کیا جائے اور لوگوں کی سہولیات بھی زیادہ کی جائیں تو یہ یقیناً ایک بہتر اور احسن اقدام ہوگا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ، سلیم سیف اللہ صاحب۔

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: شکریہ جناب چیئرمین! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! ایک تو Treasury benches کے جو اتحادی ہیں، آپ ہماری side سے مشورہ نہیں کرتے لیکن آپ کا یہ فرض ہے کہ کم از کم اپنے اتحادیوں سے مشورہ کریں جب آپ پالیسی بنائیں۔ میرا

یہ مشورہ ہے کہ جمعیت ANP, MQM آپ کے اتحادی ہیں اور آج ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور انہوں نے walk out کیا ہوا ہے تو آپ اپنے اتحادیوں سے مشورہ کرکے ایک پالیسی بنائیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ جب پالیسی بناتے ہیں اور آپ کو پتا ہے کہ حج کے معاملے میں ہم مسلمان بڑے جذباتی ہیں۔ یہ ایک اہم فریضہ ہے----

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: میں عرض کرتا ہوں کہ کورم بالکل نہیں ہے۔ میں چیئرمین صاحب سے درخواست کرتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: گن لیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: خالد صاحب آپ مجھ سے مخاطب ہوں۔ آپ نے کورم کی نشان دہی کی ہے تو پھر پانچ منٹ کے لیے آپ گھنٹیاں بجا دیں۔ ٹھیک ہے۔ چیک کرلیتے ہیں۔

(گھنٹیاں بجائی گئیں)

Mr. Presiding Officer: Welcome everybody. Thank you very much.

میں تمام ممبران کا شکر گزار ہوں individual or collectively I am so grateful کہ وہ تشریف لائے ہیں اور ہاؤس کی کارروائی کو resume کیا جاتا ہے اور یہاں کہا گیا تھا کہ ہاؤس کی جو standing committee تھی تمام ہاؤس ہی کو اس کا ممبر consider کیا گیا تھا in accordance with the announcement made in the House تو اس میں تمام ہاؤس کی رائے لے لی جائے۔ I will put it to the House. حاجی صاحب! آپ یہی چاہتے ہیں۔ تو میں اس کو put کرتا ہوں اور منسٹر صاحب رائے لینے کے بعد آپ اسے assure کریں کہ you will take it to the relevant forum تاکہ اس پر جو decision making ہے اس کو materialize کیا جا سکے۔

It is only way out. I put this for the opinion of Honourable House.

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں عرض کرتا ہوں - خالد صاحب! اس کمیٹی نے deliberations کر لیں۔ I put the deliberations of the Standing Committee of Religious Affairs, Zakat & Ushar to this House for the opinion of the House.

(The motion was carried)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب وزیر صاحب آپ assure کریں کہ you will take it up to the relevant forum تاکہ اس پر جو decision making ہے ہم اس کو materialize کرنے کے لیے اپنا role ادا کریں۔

سید حامد سعید کاظمی: بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ایک منٹ راجہ صاحب دیر سے آئے ہیں، ان کو سن لیں، ان کو بلایا گیا ہے۔ وہ کمیٹی میں بیٹھے تھے۔ میں ان تمام ممبران کا مشکور ہوں جو وہاں سے آئے ہیں، for the quorum آئے ہیں۔ شکریہ۔ راجہ صاحب۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: جناب چیئرمین! اس کمیٹی کی deliberation کے بعد، کمیٹی کے چیئرمین صاحب اور سب نے ایک رپورٹ تیار کی ہے۔ اس کو ایوان نے بھی adopt کر لیا ہے۔ اب یہ final ہو گیا ہے۔ اس کے بعد کسی اور assurance کی ضرورت نہیں ہے۔ اس پر عملدرآمد کی ضرورت ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں عرض کرتا ہوں۔ یہی میں نے کہا ہے کہ after all اس پر عملدرآمد کے لیے proper forum cabinet ہے، جنہوں نے decision لیا ہے، اس میں لے جانے کے لیے آپ منسٹر صاحب کو موقع تو دیں گے کہ یہ وہاں پر لے کر جائیں۔ یہ ہوا میں تو ہونا نہیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: خالد صاحب! اب یہ ہو چکا ہے۔ منسٹر صاحب کی سن لیں۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: جناب! آپ نے ایوان سے رائے لے لی ہے۔ سب نے متفقہ طور پر اس کی تائید کی ہے۔ اب یہ فیصلہ بن چکا ہے۔ اب اس پر کس طرح عملدرآمد کرائیں گے؟ یہ ان کی ذمے داری ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں اس بارے میں عرض کرچکا ہوں کہ automatically decision نہیں بنتا۔ There is no such law آپ یہ منسٹر صاحب کو دے دیں جو آپ کی متفقہ رائے ہے اور ایوان ان سے کہہ رہا ہے کہ آپ اس کو relevant forum پر materialize کرانے کے لیے proceed کریں۔ اب ان کی بات سن لیں۔ جی ڈاکٹر صفدر عباسی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب والا! میری رائے ہے کہ یہ issue کافی دیر سے House میں چل رہا ہے اور اس کے بعد یہ کمیٹی کو refer ہوا اور اب ان کی یہ رپورٹ آگئی۔ اب اس وقت صورت حال یہ ہے کہ پورا ہاؤس یہ بات کہہ رہا ہے کہ اس رپورٹ پر عملدرآمد کیا جائے۔ اب حکومت کے پاس دو choices ہیں۔ اس میں کوئی لگی لپٹی نہیں ہونی چاہیے، یا وہ اس ہاؤس کی recommendations کو adopt کریں یا اس کو reject کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ کار نہیں رہا۔ یہ ہاؤس اس بات پر متفق ہے کہ اس رپورٹ پر عمل درآمد ہونا چاہیے۔ اب اس میں دو آراء ہی رہ جاتی ہیں یا تو حکومت کو پورے ہاؤس کی recommendations کو reject کرنا پڑے گا یا ان کو accept کرنا پڑے گا۔ میری وزیر صاحب سے request ہوگی کہ اس کو accept کریں ورنہ یہ ماحول اسی طرح پراگندہ رہے گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ ڈاکٹر صاحب۔ I am not the person who has to accept the decision and make the pronouncement میں پہلے ایک بات کہہ دوں۔ یہ وزیر صاحب ہیں. he will proceed for this آپ ان کو سنیں، موقع دیں۔ پہلے بھی انہوں نے positive بات کی ہے۔ آپ پہلے ان کی بات سن لیں جو کچھ آپ نے کہا ہے وہ unanimously ان کو پیش کر دیا گیا ہے۔ جی وزیر صاحب۔

سید حامد سعید کاظمی: جناب چیئرمین! میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا۔ اب میں اسی بات کو پھر دہراتا ہوں کہ یہاں پر ہمیں سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ کا بھی اور اس resolution کا بھی پورا احترام ہے۔ ظاہر ہے کہ کابینہ نے ایک فیصلہ کیا تھا اور یہ کابینہ سے approve ہوئی تھی اس کو ہم دوبارہ کابینہ میں لے کر جائیں گے اور ان تمام سفارشات کو لے کر جائیں گے۔ اگر یہ کم ہو سکے تو اس میں حکومت کی بھی نیک نامی ہوگی، ہماری نیک نامی بھی ہے، عوام کی بھلائی بھی ہے۔ اس پر کسی کو

کوئی reservation نہیں ہے۔ اس کو انشاء اللہ العزیز اگلی کابینہ کی میٹنگ میں لے کر جائیں گے اور جو بھی فیصلہ ہوگا، ظاہر ہے جو بھی چاند چڑھے گا وہ دنیا دیکھے گی۔

Mr. Presiding Officer: Now we will move towards budget speeches. Prof. Ibrahim sahib.

نوابزادہ غضنفر علی گل: ان کا پوائنٹ آف آرڈر کل کا تھا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: دیکھیں بزنس کمیٹی میں فیصلہ یہ ہوا تھا کہ پہلے بجٹ تقاریر اس کے بعد last half an hour points of order لیں گے۔ لہٰذا we will come to the budget speech پروفیسر ابراہیم صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب والا! اس ہاؤس کی recommendation حکومت پر binding ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جو کچھ بھی ہے وزیر صاحب کو بتا دیا گیا ہے۔ But this is not for me کہ میں کسی binding کو کسی decision کی شکل میں announce کر سکوں۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: یہ ہمیں کب تک بتائیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: پنجابی میں کہتے ہیں کھیڑا رانجھا مر گیا کہ ونجھلی ٹٹ گئی اے۔ ذرا انتظار کریں ہاؤس day to day چل رہا ہے۔ ایک دو دن کے بعد پھر ملیں گے۔ اس لیے آپ انتظار کریں۔ .Patience is the best thing انتظار کرنے کے لیے۔

سید حامد سعید کاظمی: جناب چیئرمین! میں عرض کروں گا کہ یہ جو فاضل ممبران date کا فرما رہے ہیں کہ میں کوئی date دوں۔ ظاہری بات ہے کہ میں کوئی اتھارٹی نہیں ہوں کہ میں decide کروں کہ فلاں تاریخ کو کابینہ کی میٹنگ ہوجائے گی اور اس میں یہ فیصلہ ہو جائے گا۔ Cabinet meeting call کال کرنا میرا اختیار نہیں ہے اس لیے میں یہاں پر date کیسے دے سکتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ہر ہفتے کابینہ کی میٹنگ ہوتی ہے۔ وزیر صاحب آپ جلد از جلد اگلی میٹنگ میں اس کو لے جانے کی کوشش کریں۔

سید حامد سعید کاظمی: جو پہلی کابینہ کی میٹنگ ہوگی ہم اس کو اس میں لے کر آئیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: دیکھیں زاہد خان! وزیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ جو پہلی کابینہ کی میٹنگ ہوگی اس میں، میں اس کو لے کر جاؤں گا۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب والا! یہ جمہوری حکومت ہے، جمہوری پارلیمنٹ ہے یہ آواز تو وزیراعظم صاحب کو بھی سنائی دی ہوگی کہ لوگ بہت زیادہ تشویش میں ہیں، Houses بھی تشویش میں ہیں۔ وزیر صاحب ان کو تجویز دیں کہ پانچ دن یا دس دن میں کیبنٹ کا اجلاس بلایا جائے اور اس کا فیصلہ کر لیں۔ ہاؤس بھی اس کا منتظر ہے، میڈیا بھی اس کا منتظر ہے، عوام بھی اس کے منتظر ہیں، اس کو prolong نہ کیا جائے، اگر prolong کیا جائے گا تو مسئلہ بگڑے گا اور اگر مسئلہ بگڑے گا تو آپ کے ہاؤس میں روز لڑائی ہوگی۔ یہ میری درخواست ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ آپ due course of time دیں till the meeting of the cabinet is held. شکریہ زاہد خان صاحب۔ پروفیسر محمد ابراہیم۔

Further Discussion on the Finance Bill, 2010.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: شکریہ جناب چیئرمین! میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ chair پر ہیں۔ مجھے افسوس بھی ہے کہ اس وقت آپ بڑی ہنگامی صورت حال سے دوچار ہیں۔ جناب چیئرمین! آج صبح ہمارے سامنے سورۃ احزاب کا آخری رکوع تلاوت ہوا اس کی ایک آیت کریمہ جو تلاوت ہوئی میں اسی سے اپنی تقریر کا آغاز کرنا چاہوں گا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (عربی) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نے آسمانوں اور زمین پر اس امانت کو پیش کیا اور ان سب نے اس کو اٹھانے سے انکار کر دیا لیکن انسان اس بات پر آمادہ اور تیار ہوا اس کام کے لیے کہ وہ اس بار امانت کو اٹھائے اور یہ انسان ظالم بھی ہے اور جاہل بھی ہے۔ یہ بار امانت کیا ہے؟ پوری کائنات کا خالق و مالک اور مدبر اللہ رب العزت کی ذات باعظمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین، اپنی کائنات کے اس حصہ میں جس کو زمین کہا جاتا ہے انسان کو اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا اور اس کو وہ اختیارات دے دیئے جو پوری کائنات میں اللہ تعالیٰ کو حاصل ہیں۔ ان اختیارات کے استعمال کے لئے ان کو ایک قانون بھی دیا اور یہ اختیار بھی دیا کہ وہ چاہیں تو اس قانون کے مطابق ان اختیارات کو استعمال کریں اور چاہیں تو ان کی خلاف ورزی کریں لیکن ساتھ ہی نتیجہ بھی بتا دیا کہ اگر زمین پر زندگی اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ قانون کے مطابق بسر کی جائے گی اور ان اختیارات کو استعمال کیا جائے گا تو آخری نتیجہ جنت ہوگا۔ اگر اس قانون کو نظر انداز کرتے ہوئے،

اس کو بالائے طاق رکھتے ہوئے، اس کو پس پشت ڈالتے ہوئے ان اختیارات کو استعمال کیا جائے تو اس کا نتیجہ انسان کے لیے جہنم ہوگا اور دوزخ ہوگا۔

جناب والا! آج ہم جس چیز کو زیر بحث لا رہے ہیں وہ حقیقت میں یہی بار امانت ہے۔ یہی اختیارات اس زمین کو اور نظام کو چلانے کے لیے ہمارے سامنے بجٹ کی صورت میں ہیں اور یہ بجٹ حقیقت میں ایک سال کے انتظام و انصرام ، وسائل کی فراہمی اور ان وسائل کے استعمال سے متعلق ہے۔، اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ اس مملکت کو کس طرح چلایا جائے گا۔ جناب چیئرمین! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ بجٹ تقریر پر ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ صاحب کا نام لکھا ہوا ہے۔ انہوں نے قومی اسمبلی کے سامنے اس کو پڑھ کر سنایا۔ ہمارے لیے انتہائی محترم ہیں۔ گزشتہ سال ہمارے سامنے جو بجٹ تقریر تھی اس پر محترمہ حنا ربانی کھر صاحبہ کا نام تھا وہ بھی ہمارے لیے محترم ہیں لیکن میں عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ دونوں محترم شخصیات گزشتہ دور میں بھی قوم و ملک اور حکومت کی خدمت انجام دے رہی تھیں اور اس دور میں بھی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ ان کو میں مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ان کو ہمیشہ خدمت کا موقع ملتا ہے چاہے اقتدار میں کوئی بھی ہو ، چاہے کمان جنرل پرویز مشرف صاحب کے ہاتھ ہو یا صدر جناب آصف علی زرداری صاحب کے ہاتھ ہو، وہ خدمت انجام دیتے ہیں۔ وہ اس لحاظ سے مبارک باد کے قابل ہیں لیکن مجھے جناب چیئرمین! پیپلز پارٹی پر افسوس ہے کہ کیا وہ دیوالیہ پن کی آخری حدوں کو چھو رہی ہے کہ ان کے پاس اپنا وزیر خزانہ ہے اور نہ وزیر تعلیم ہے۔ وہ نظام کو کیسے چلا رہی ہے؟ پیپلز پارٹی تو ایک انقلابی جماعت ہے، ان کے پاس اب بھی شخصیات موجود ہیں لیکن ان کو اپنی شخصیات پر اعتماد نہیں اور وہ کہیں اور سے technical hand حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

جناب چیئرمین! زمین کے اس انتظام و انصرام کو چلانے کے لیے اللہ تعالیٰ کے اختیارات میں سے دو باتیں بہت اہم ہیں۔ سورۃ قریش میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَٰذَا الْبَيْتِ۔ الَّذِي أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَآمَنَهُم مِّنْ خَوْفٍ۔ اس گھر کے رب کی عبادت کرو جس نے بھوک میں طعام دیا اور خوف سے امن دیا۔ خوراک کا مہیا کرنا، لوگوں کی زیست کے سامان کا مہیا کرنا اور اس سے بھی پہلے اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات میں امن و امان مہیا کرنے کی ذمہ داری اپنے ذمے لی ہے اور جس کے ہاتھوں میں زمین کا انتظام و انصرام ہوتا ہے، ان کے ہاتھوں میں یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ بھوک میں طعام دے اور خوف میں امن دے۔ جناب چیئرمین! اس بجٹ میں مجھے جو چیز سب سے زیادہ کھلتی ہے ، وہ سالانہ

میزانیہ کے گوشوارے کا صفحہ چار ہے جس میں C0-12 سود ہے، گزشتہ سال کا میزانیہ اور نظر ثانی شدہ بھی دیا گیا ہے اور اس سال بھی 54ارب 67 کروڑ روپے سود کے ذریعے وصول ہوں گے۔

جناب چیئرمین! جہاں سود ہو گا، وہاں طعام نہیں ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے یَمْحَقُ ٱللَّهُ ٱلرِّبَوٰاْ وَيُرْبِى ٱلصَّدَقَٰتِ۔ اللہ تعالی سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ جب سود آئے گا تو بڑھوتری نہیں آئے گی۔ سود کے نتیجے میں چند لوگوں کے پاس پیسے اکٹھے ہوں گے، اکثریت بھوک اور افلاس کا شکار ہوں گے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَذَرُواْ مَا بَقِىَ مِنَ ٱلرِّبَوٰٓاْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو اور سود کو چھوڑ دو اگر تم مومن ہو۔ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُواْ فَأْذَنُواْ بِحَرْبٍ مِّنَ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ۔ اگر یہ کام نہیں کرتے، سود کو نہیں چھوڑتے، اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ مملکت خداداد پاکستان جو اسلام کے نام پر حاصل کی گئی ہے، اس کے آئین کے preamble کی دفعہ 227 میں بھی قرآن و سنت کو اس ملک کا بنیادی قانون قرار دیا گیا ہے۔ قرآن و سنت کے خلاف یہ کام ہو رہا ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ قرآن کے بہت سے قاری ایسے ہوتے ہیں کہ وہ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور قرآن ان پر لعنت بھیجتا ہے اور وہ یہی سود کھانے والے ہیں ۔ وہ اس آیت کی تلاوت بھی کرتے ہیں اور پھر اس کی خلاف ورزی بھی کرتے ہیں اور یہ آیت اس پر لعنت بھیجتی ہے کہ تم پر لعنت ہو کہ میری تلاوت بھی کر رہے ہو اور میری خلاف ورزی بھی کر رہے ہو۔

جناب چیئرمین! اس ملک میں سود کا مسئلہ شروع سے اٹھایا جاتا رہا ہے۔ اس کو وفاقی شرعی عدالت میں لایا گیا اور 90 کی دہائی کے آغاز میں محترم میاں نواز شریف وزیر اعظم تھے تو اس وقت وفاقی شرعی عدالت نے نہ صرف فیصلہ دیا بلکہ اس میں تمام تفصیلات طے کر دی گئیں۔ قوانین کی نشاندہی کر دی گئی کہ یہ 23قوانین سود پر مبنی ہیں۔ ان کے بارے میں طریقہ کار بتا دیا اور وفاقی شرعی عدالت کے سامنے علماء، ماہرین اقتصادیات اور ماہرین قانون پیش ہوئے اور ان سب کی آراء پر مشتمل یہ تفصیلی فیصلہ سامنے آیا۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس وقت کی حکومت نے اس پر عمل درآمد کرنے کی بجائے سپریم کورٹ میں اپیل دائر کر دی۔ سپریم کورٹ کا فیصلہ آنے میں آٹھ، نو سال لگے۔ جب سپریم کورٹ کے شریعت اپیلیٹ بنچ نے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کو برقرار رکھا اور حکومت کو کہا کہ ان قوانین کو قرآن و سنت کے مطابق بنائیں لیکن مجھے پھر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس وقت جنرل پرویز مشرف کی کمان میں اس قوم کے معاملات کو آگے بڑھایا جا رہا تھا اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ

نظر ثانی کی اپیل دائر کی جائے۔ پھر صرف نظر ثانی کی اپیل دائر نہیں کی کہ عدالت کو چھوڑ دیا جاتا کہ عدالت فیصلہ دے بلکہ عدالت میں ایسی ہیرا پھیری کی کہ اپنے افراد کو لایا گیا اور ان کے ذریعے اس case کو remand کر دیا گیا۔ 2000 سے آج تک دس سال ہو گئے ہیں کہ وفاقی شرعی عدالت میں یہ remand case نہیں اٹھا۔ ہماری حکومتوں اور عدالتوں کا یہ حال ہے۔ وہ فیصلہ آج بھی موجود ہے لیکن سود کا نظام چل رہا ہے۔ اس لیے جناب چیئرمین! کسی کو طعام نصیب نہیں، کسی کو خوراک نصیب نہیں اور تمام وسائل کے ہوتے ہوئے یہاں پر پریشان حالی ہے۔ جناب چیئرمین! میں یہ عرض کروں کہ جب قوانین اور عدالتی فیصلوں کے ساتھ انتظامیہ کا یہ رویہ ہوتا ہے تو پھر امن بھی نہیں ہوتا، پھر قانون کی حکمرانی نہیں ہوتی اور دوسرا مسئلہ خوف سے امن، وَءَامَنَهُم مِّنْ خَوْفٍ۔ خوف سے امن دیا۔ امن، انصاف کے ذریعے آتا ہے اور انصاف قانون کی حکمرانی کے ذریعے قائم ہوتا ہے اور جہاں پر قانون کی حکمرانی نہ ہو، وہاں پر انصاف ہو سکتا ہے اور نہ امن ہو سکتا ہے۔ جناب چیئرمین! اس بجٹ تقریر میں وزیر محترم نے اس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ ہمارے نوجوان اس وقت ملک کی security کے لیے برسر پیکار ہیں اور ہم ان کے ذریعے امن قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! امن، قانون کی حکمرانی اور انصاف کی بحالی سے قائم ہوتا ہے۔ اس تقریر میں کچھ نمایاں پہلو ہیں۔ پیرا نمبر 13 میں وزیر صاحب کہتے ہیں کہ پانچواں اور موجودہ صورتحال کا اہم ترین پہلو ہماری security ہے۔ ہمیں ایک ایسی صورتحال کا سامنا ہے جس میں ہماری مسلح افواج، ہمارے جوان، رینجرز، پیرا ملٹری، پولیس اور دیگر سکیورٹی فورسز اپنی جانوں کی قربانی دے رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میرے دوستوں نے کہا کہ اگر یہ جنگ پہلے ہماری نہیں تھی تو اب ہماری ہو گئی ہے۔ یہ جنگ اگر اب ہماری ہے تو پہلے بھی ہماری تھی اور اگر یہ جنگ پہلے ہماری نہیں تھی تو آج بھی ہماری نہیں ہے۔ ہم غیروں کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ امریکا بہادر نے عراق پر حملہ کیا اور پوری دنیا اس بات کو جانتی ہے کیونکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ وہ جنگ سراسر جھوٹ پر مبنی تھی کیونکہ وہاں پر کوئی WMD نہیں تھے۔ جناب چیئرمین! افغانستان کی لڑائی بھی جھوٹ پر مبنی ہے اور جھوٹ کی اس لڑائی میں امریکا امت مسلمہ پر حملہ آور ہے اور ہم اس میں front line state بنے ہوئے ہیں۔ جناب چیئرمین! مسئلہ یہ ہے کہ پرویز مشرف نے اس کو front line state بنایا تھا، پیپلز پارٹی کو کیا پڑی ہے کہ وہ بھی اس کو front line state بنائے رکھے لیکن پیپلز پارٹی نے بھی اس کو front line state بنا دیا۔ جناب چیئرمین! اہم ترین نکتہ یہ ہے کہ وہاں پر قانون کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دی گئی ہیں۔ وہاں پر کوئی قانون نہیں

ہے۔ میں اس Houseمیں موجود نہیں تھا، اگلے دن میں نے اخبارات میں پڑھا کہ وفاقی وزیر داخلہ محترم کا سینیٹ کے floorپر بیان تھا کہ صرف سوات میں 2200افراد کو ایک سال سے زیر حراست رکھا گیا ہے۔ جناب چیئرمین! آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ اس آئین میں یہ بات لکھی ہے کہ اگر کسی شخص کو آج گرفتار کیا گیا ہو، چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر اس کو عدالت کے سامنے پیش کیا جائے گا اور اس کو بتایا جائے گا کہ تم نے یہ جرم کیا ہے۔ وزیر داخلہ سینیٹ میں floor of the House پر یہ بیان دے رہے ہیں کہ 2200افراد فوج کی تحویل میں ہیں اور ان کو ایک سال سے کسی عدالت میں پیش نہیں کیا گیا۔ اگر حکومت اور فوج قانون کی اس طرح دھجیاں بکھیر کر رکھے گی تو پھر آپ کو کسی سے یہ توقع نہیں رکھنی چاہیے کہ وہ قانون کا احترام کرے گا، انصاف فراہم ہو گا تو امن قائم ہو گا۔ جناب چیئرمین! یہ 2200 افراد کی تعداد نہیں ہے بلکہ اس سے زیادہ ہے، بیرونی media نے 2500 افراد کا صرف سوات میں کہا ہے۔ یہاں تک کہا جاتا ہے کہ 3000 افراد صرف سوات میں گرفتار ہوئے ہیں، بلاشبہ ان میں مجرمان بھی ہوں گے لیکن ان میں اکثریت عظیم بے گناہوں کی ہے اور ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ ہماری اس جنگ کے بارے میں گزشتہ سال بجٹ تقریر میں بتایا گیا تھا کہ ہم نے 35ارب dollar کا نقصان اٹھایا ہے۔ اس وقت وہ نقصان 50 ,40ارب dollarتک پہنچ چکا ہے، ہم یہ نقصان کیوں اٹھا رہے ہیں؟ ہمیں کیا ہو گیا ہے، ہم سوچ نہیں سکتے؟ ہم کیوں اس جنگ میں پڑے ہوئے ہیں، ہم Americaکو خیرباد نہیں کہہ سکتے؟ اس کے لیے دو چیزیں ہیں، ایک America کا خوف ہے اور دوسرا Americaکا لالچ ہے، جس کی وجہ سے ہم یہ سب کچھ نہیں کر پا رہے۔

جناب چیئرمین! وزیر محترم نے ہمیں یہ بات بتائی کہ حکومت کو دیوالیہ پن سے بچنے اور ادائیگیوں کے توازن کو سہارا دینے کے لیےIMF سے مدد حاصل کرنی پڑی ہے۔ جناب چیئرمین! یہ دیوالیہ پن کیا ہے؟ اگر ہم دیوالیہ قرار دیئے گئے تو ہمیں اس کا فائدہ کیا ہو گا اور کیا نقصان ہو گا اور ہمیں دیوالیہ قرار کیوں نہیں دیا جا رہا۔ غالب نے کہا تھا کہ:

قرض کی پیتے تھے مے اور کہتے تھے کہ ہاں
رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

یہ تو فاقہ مستی ہے، ہم IMF سے قرضہ لے کر اپنے آپ کو دیوالیہ پن سے بچا رہے ہیں۔ وزیر محترم اس بات کا اعلان کر رہے ہیں کہ ہم حقیقت میں دیوالیہ ہیں لیکن اس دیوالیہ پن سے بچے ہوئے ہیں، ہم نےIMF سے قرضہ لے کر اپنے خزانے میں ڈال دیا ہے اور اس کے نتیجے میں اس سے بچے ہوئے ہیں۔

میں اس دن اللہ کا شکر ادا کروں گا جس دن یہ اعلان ہوجائے گا کہ پاکستان دیوالیہ ہو گیا ہے اور اس کے نتیجے میں دنیا کا کوئی ملک اس بات کے لیے تیار نہ ہو کہ وہ ہمیں قرضہ دے۔ قرضہ ہمارا علاج نہیں ہے بلکہ قرضہ ہماری بیماری ہے، یہ ہمیں دیوالیہ declare نہیں کریں گے، دیوالیہ declare کرکے یہ ہمارا خون نہیں چوس سکیں گے، ہمیں اسی طرح ترسا ، ترسا کر مارنے کی کوشش ہو گی اور ہمارے حکمران ہمارے مرنے میں ان کے مدد گار ثابت ہورہے ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ کہا جاتا ہے کہ ہم پر 55 ارب dollar بیرونی قرضہ ہے اور ہمارے بیرون ملک accounts میں پڑا ہوا سرمایہ کتنا ہے؟ ہمارا150 ارب dollar بیرون ملک پڑا ہوا ہے، ہمیں جو کچھ ملتا ہے، اس پر ہم سے سود بھی وصول کیا جاتا ہے اور اصل بھی وصول کیا جاتا ہے، اس لیے ہمیں دیوالیہ declare نہیں کیا جائے گا، ہمیں اسی طریقے سے قرض دیا جائے گا۔ ہمیں جس دن دیوالیہ declare کر دیا گیا تو میں پورے یقین سے کہتا ہوں کہ ہمارے لیے وہ دن بہت ہی اہم دن ہو گا، ہمارے لیے وہ خیر کا دن ہو گا، اس لیے یہ بات کہنا کہ ہم دیوالیہ پن سے IMF کے قرضے کے ذریعے بچے ہوئے ہیں، کوئی مناسب بات نہیں ہے۔

Mr. Presiding Officer: Thank you Professor sahib.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! مجھے چند minutes مزید دیں، باتیں تو بہت ساری ہیں لیکن میں آپ کی بات کی لاج رکھوں گا اور اپنی گفتگو کو ختم کرنے کی کوشش کروں گا۔ جناب چیئرمین! یہاں پر کہا گیا ہے کہ غریب طبقے کو فراموش نہیں کیا گیا، بلاشبہ غریب طبقے کو فراموش نہیں کیا گیا، حکومت غریب طبقے کے خون اور پسینے کی کمائی سے چل رہی ہے، غریب طبقے کو ہی چوسا جارہا ہے۔ جناب چیئرمین! جب اس ایوان میں Peoples Party Opposition میں تھی، اگر میں آپ کو record اٹھا کر بتاؤں تو GST 15% پر ہمارے اور ان کے مشترکہ دستخط ہوئے تھے کہ اس کو 12% کر دیا جائے۔ پچھلے سال 15% سے 16% کیا گیا اور اس سال 16% سے 17% کر دیا گیا ہے۔ ایک فاضل Senator صاحبہ نے یہ بات کہی بلکہ ایک صاحب نے بھی کہا کہ یہ ایک فیصد کوئی بڑی بات نہیں ہے، یہ بہت بڑی بات ہے، عوام کو چوسا جا رہا ہے۔ ایک بات یہ ہے کہ اس کو فراموش نہیں کیا گیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ بے نظیر Income Support Programme کے ذریعے 3500000 گھرانوں کو ماہانہ 1000 روپے دیئے جارہے ہیں۔ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ ہماری جو

شخصیات ہم سے جدا ہو گئی ہیں، ہمیں ان کی زندگی میں ان سے اتفاق تھا یا اختلاف تھا، آج ہمیں ان کا نام احترام سے لینا چاہئیے۔ ہم personality centric ہیں، ہم شخصیات کے نام پر programme چلاتے ہیں اور شخصیات کے ذریعے سیاست کرتے ہیں۔ خدارا! ان شخصیات کو مکمل احترام دیتے ہوئے، ان کو چھوڑ دیجیئے اور اب آئیے یہ دیکھیں کہ ہم کیا ہیں اور آپ کیا ہیں، میدان عمل کی بات کیجیئے، آپ کیا کر رہے ہیں، انہوں نے جو کچھ کیا، وہ انہوں نے کیا۔ آج ایک شخصیت کے نام سے ایک programme جاری ہوا، کل آپ کی حکومت نہیں رہے گی اور جب اس شخصیت کا نام اس programme سے الگ کیا جائے گا تو کیا بےاحترامی نہیں ہو گی؟ اس لیے شخصیات کے نام پر programme کی بجائے اس کو دوسرے طریقے سے چلائیں تو اچھا ہو گا۔ جناب چیئرمین! یہ کہا گیا کہ یہ GST 1% کو اکتوبر تک ختم کر دیا جائے گا، ختم نہیں ہو گا، VAT کے ذریعے اس کو اور چیزوں پر ڈال دیا جائے گا۔

جناب چیئرمین! میں آخری بات عرض کرنا چاہتا ہوں ، باتیں بہت ساری تھیں لیکن میں بات ختم کرتا ہوں کہ یہ VAT ایسا طوفان ہے ، اگر حکومت نے اس کو نہ روکا تو اس طوفان میں یہ حکومت بہہ جائے گی ، اس کے لیے کوئی بچاؤ کا وسیلہ نہیں ہو گا، انہوں نے اپنے آپ کو اکتوبر تک بچا لیا اور اگر اس کو اکتوبر میں نافذ کیا گیا تو کسی صورت میں نہیں بچایا جا سکتا۔ VAT direct tax ہے، عوام پر tax ہے، عوام کی جیبوں سے پائی پائی وصول کی جاتی ہے اور پوری دنیا کی معیشت کا یہ اصول ہے کہ اس طریقے کے taxes کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے اور سرمایہ دار سے براہ راست وصول کرنے کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے لیکن آج سرمایہ دار کو سہولت فراہم کی جارہی ہے اور عام آدمی پر بوجھ ڈالا جا رہا ہے۔ اس لیے اس بجٹ میں حکومت کے اندر ایک ٹکراؤ کی فضا ہے، میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خدارا! اس بجٹ کو واپس لیجیئے، یہ بجٹ قوم کا بجٹ نہیں ہے، یہ elitist budget ہے، یہ اشرافیہ کا بجٹ ہے، یہ سرمایہ دارانہ بجٹ ہے، یہ تعلیم شکن بجٹ ہے، یہ مزدور شکن بجٹ ہے، خدارا عوام دوست بجٹ لائیے۔ جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کا شکریہ۔ جناب اعظم خان سواتی۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Thank you Mr. Chairman, you look very graceful in this Chair. Mr. Chairman, all my colleagues spoke and supported yearly national

income and expenditure statement, made us to believe that the dark clouds of the past dictatorship are dissipating. Sir, real fact is that the enactment of 18th Amendment, NFC Award and many other objectives that the present Government has achieved, they made us to believe that the blue sky of hope, prosperity and development is about to emerge. Unfortunately that is not the case because the common man, the poorest of the poor is going through a hell, it is the crisis of his life time that he is facing today.

جناب چیئرمین! آج آپ کے ملک کے غریب، آپ کی پارٹی کے غریب، اس ملک کے عام آدمی کے لیے سانس لینی مشکل ہو چکی ہے۔ آج ہم نے اس کے خون کو چوس کر اپنی عیاشیوں اور چوری پر خرچ کر لیا ہے، اس کی لاش کو ہم نے اندرونی اور بیرونی قرضوں پر گروی رکھ دیا ہے۔ مہنگائی اور بیروزگاری کا یہ طوفان آج اسے سانس لینے نہیں دے رہا لیکن اکتوبر آتے ہی وہ دم گھٹ کر مر جائے گا۔

Mr. Chairman, why don't we recognize, what is happening to the common man, the suffering, the anger, rage, revulsion that he is facing today every where, that should be the index of this budget. I want to ask you, are we using democracy to suit our needs? Are we using this democratic process to prolong our stay in power? Mr. Chairman, I am asking you a question because I am naive, is democracy mean endorsement in the Parliament and in the Cabinet? Or democracy means that debate has to occur in the Parliament, it has to be passed and the decision has to be made in the Cabinet and the Government's job is clear enforcement of those decisions with the consultation of their coalition partners, this is the essence of democracy that I am missing today.

Today because of the time constraint Mr. Chairman, I am not going to be talking about the price hike, lawlessness, unemployment and corruption that have eroded the socio-economic and political fiber of this great nation. Look at the institutions, they are struggling, the biggest tragedy that our country is facing today

but our leader does not have the will, does not have the vision, ability to guide this great country. They lack wisdom, they lack foresight, they lack fortitude of exceptional quality, that is only a great wisdom of a leader, they can really steer this broken economic, political and social ship of this country, out of that crisis that we are facing today.

Mr. Chairman, isn't that proven fact that the countries have made development by investing in higher education, technical education, in science and technology. They have made tremendous progress in their social sector, not only by increasing employment, job generation, standard of living, per capita income, they have also increased and provided harmony, love, affection in their social structure which we have failed to achieve today. The difference between the developed country and undeveloped, our development lies in the advancement of science and technology and education, and that particular piece is missing, in the way we govern our people, in the way we rule our people. If all over the world the people have made advancement in investing their tax rupees, their tax dollars, their tax euro, then why in the world we are fetching tax payers money under the logo of great Benezer shaheed, using her name, name of a great leader and handing over to the people which will not bring socio economic development in my country.

Mr. Chairman, look at our natural resources, look at the human resources that we have but look at the apathy, look at the underdevelopment, look at the malnourishment, look at the health sector, all those sectors from where we can make progress are suffering today because of the ill-conceived policy of the present government.

(Thumping of desks)

Mr. Chairman, there is a great realization and it has become obvious that we have to cater the need of the poor people of Pakistan.

(اس موقع پر ایوان میں اذان جمعہ سنائی دی)

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Mr. Chairman, I was saying that it has become imperative, not only to transform our socio−economic, political and justice system in this country but also to bring a technical and scientific revolution. Invest in brain, invest in people, this is how we are going to make progress.

Mr. Chairman, that is the only way we can increase our efficiency and productivity and unless all sectors and all institutions we build in, bring know how to them, inter connect them together, we are not going anywhere but we are going to be the poorest of the poor country of the world as we are today.

Mr. Presiding Officer: Thank you.

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: میں صرف پانچ منٹ بولا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اذان بھی ہو گئی ہے، بہت سارے مقررین باقی ہیں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب! بات صحیح ہے لیکن میں غفور حیدری صاحب کی طرف سے بول رہا ہوں۔ میں یہ نہیں کہتا، اچھی بات ہے آپ نے پروفیسر صاحب کو بیس منٹ دیے ہیں، مجھے دس منٹ اور چاہییں۔ I will be very brief sir.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی ٹھیک ہے۔ It is a good speech.

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Mr. Chairman, we have to increase the efficiency and productivity of our products and by scientific and industrial revolution in this country we can build up the quality, we can have value added in our

manufacturing and that is the only way that we can earn the money through our exports and can bring and build our economy.

Mr. Chairman, allow me to use the technical example what is happening in Pakistan. At the present time we are consuming about 8 to 9 million tons of diesel and 7.2 tons of furnace oil for our own consumption. Majority of that is coming from overseas. For heaven's sake, let us make our country strong and if we switch 10% of our consumption to the blended diesel and furnace oil, you know Mr. Chairman, how much we are going to save,1 billion US Dollars and that we can derive from biomass energy. Science and technology institution has the ability and capability to bring their share to the people of Pakistan but we are investing in Benazir Support Programme rather than investing in higher education, technical education and in science and technology. Can you imagine Mr. Chairman, that the share for the last year of our science and technology for 50 departments was only 1 billion dollar, what a shame and you know how much it has been allocated this year. We have become the laughing stock. When I talk to the people, I go overseas and tell them that Pakistan is a nuclear state, it has the ability, scientists, engineers, technicians can do a lot but allocation is total 1.6 billion. Mr. Chairman, you have raised Benazir Support Programme from 45 billion to 50 billion. You didn't have the money. What happened to science and technology and higher education? Your Higher Education Commission has brought an education revolution in this country. 2002 with a basic inception of that commission, you know how many Ph.Ds this great country of Pakistan inherit from 1947 and 2002, Mr. Chairman, 2995 Ph.Ds in 65 years, in a great programme with a great man like Dr. Atta-ur-Rehman came in, he had the vision of the developed world, from 2002 to 2009 he gave us your daughter, my daughter, your son,

my son, additional 3300 Ph.Ds. Mr. Chairman, you will be glad to know that today our sons and daughters, 2800 are doing Ph.D overseas, for more than 4000 are doing there Ph.D today and this is purposeful education, scientific, technical, discipline that they are reading. They are doing Masters in nuclear technology, biotech, pharmaceutical, health, agriculture, industry, manufacturing, computer sciences, vacuum sciences and that is the strength of my great country Pakistan.

Sir, we need to realize this fact that Japan and many European countries don't have, let me repeat, don't have the natural resources comparable to your country Pakistan. They don't have the human resources comparable to you sir, but what a shame, in 2007 Japan's GDP was 4.4 trillion US dollars and Mr. Chairman, allow me to say again what a shame that GDP of combined together 57 Muslim Countries was less than 4.4 trillion US dollars. Mr. Chairman, allow me to say that Singapore, the size of Lahore Metropolitan, having no natural resources whatsoever other than the knowledgeable society, brain, (لقدخلقنا الانسان فی احسن تقویم) you know what their export was in 2008, 203 billion US dollars. How much exports Turkey has? 115 billion dollars. Malaysia 176 billion dollars and look our great friend China, 1.6 trillion US dollars and what a shame again, Pakistan just 20 billion dollars because we have set our minds to handover our money, taxpayer's money, the poor money under many names rather than investing in the knowledge based society in science and technology creating engineers, technicians, scientists. Mr. Chairman, no society in the world can make progress unless the tier of the higher education devise plan and strategy for promotion of science and technology and this is what your Higher Commission and Science and

Technology is doing today. We have enormous source of solar energy and hydel but we have gone to the wrong way. We have indebted ourselves, sold ourselves, sold our souls to build castles for Presidents, for Governors. We are spending billions and billions for lavish life, for self promotion, mass media campaign, we have unleashed it so they can spend poor people money on self projection. Mr. Chairman, I will be brief, in the end I say the greatness of my great people, the greatness of my great nation does not lie in that we are the nuclear state. Where it lies? It lies if the standard of living of the people of Pakistan is improved, if we create jobs, bring respect, self reliance. Unfortunately, leaders of this country do not have stake in this country. Let me emphasize and say with full responsibility that the stake of leadership of this great country is not in this country, it is somewhere else. Therefore, the dream of building a prosperous and great Pakistan is drifting away from you and me.

Oh Almighty Allah! Save this great country of Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah. Thank you very much.

Mr. Presiding Officer: Thank you, good speech.

فیصلہ یہ ہوا تھا کہ بجٹ تقاریر کے بعد points of order لیے جائیں گے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب! میرا point of order سینیٹ کی اس کارروائی کے متعلق ہے۔ جناب والا! میں اعظم سواتی صاحب کا احترام کرتا ہوں۔ یہ حکومت کے member اور وزیر ہیں، اس وقت جو بات وہ کر رہے ہیں وہ حکومت کی policy کو condemn کر رہی ہے۔ اگر وہ حق پرست ہیں تو یہاں اپوزیشن میں بیٹھ جائیں۔ ایسا نہیں ہوسکتا کہ آپ حکومت میں ہوں، وزارت کے مزے اڑا رہے ہوں، اپنے کام کر رہے ہوں اور اس کے بعد یہاں آکر opposition کا role بھی ادا کر رہے ہوں۔ یہ زیادتی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: کیا ہم پھر points of order روک کر speeches پر آجائیں؟

(اس موقع پر مختلف اراکین کھڑے ہو کر بیک وقت بولتے رہے)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مندوخیل صاحب! آپ کا point of view آگیا ہے، آپ بیٹھ جائیں۔ پیرزادہ صاحب! تشریف رکھیں، تمام اراکین تشریف رکھیں۔ Everybody please sit down. Now, I am identifying Leader of the House, Nayyer Bokhari sahib to speak.

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: گزارش یہ ہے کہ مندوخیل صاحب نے جو point of order raise کیا، اگر آپ Rule 216 کو دیکھیں تو stricto senso, it is not a point of order. This was only an issue asking for further information, clarifying the position of a member who has made a speech over here. Now, primarily he has pointed out towards Mr. Swati who has got a point of personal explanation also. لیکن میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ apart from that نماز کا وقت بھی ہو رہا ہے، بہت سارے دوستوں کا اصرار بھی تھا کہ proceedings کو ہم adjourn کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ سواتی صاحب کو for clarifying his position ضرور موقع دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب سواتی صاحب۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ پہلے تو مجھے انتہائی افسوس ہے کہ ایسا senior اور قابل عزت politician ایسی بات کرے۔ میں نے Constitution of Pakistan, 1973 پر حلف لیا ہے اور وہ حلف یہ کہہ رہا ہے کہ میں پاکستان کے استحکام اور ترقی کے لیے، سینیٹر کی حیثیت سے اپنا role ادا کروں گا۔

(ڈیسک بجائے گئے)

خدا کا شکر ہے، میں سینیٹر صاحب کو بتادوں کہ عیاشی کے لیے وزیر نہیں بنا۔ اس وزیر نے حکومت کی ہر چیز اپنے اوپر حرام کرلی ہے۔ کاش آپ میں بھی اتنی جرأت اور استطاعت ہوتی۔ جناب! میں صرف اتنی گزارش کررہا ہوں کہ ہمت پیدا کرو۔ یہ جمہوریت کا حسن ہے۔

(اس موقع پر مختلف اراکین کھڑے ہو کر بیک وقت بولتے رہے)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مندوخیل صاحب! آپ نے اپنی بات کہہ دی ہے، now give him opportunity to give explanation. خالد صاحب! تشریف رکھیں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: کڑوی بات ہمارے بزرگ نہیں سنیں گے۔ میں نے یہ حلف لیا ہے کہ خدا کی قسم، دین اور پاکستان کے خلاف دنیا کی کوئی طاقت میری زبان کو نہیں روک سکتی۔ ایک وزارت کیا، میں ہزار وزارتوں کو اپنے دین اور ملک کے لیے قربان کرنے کو تیار ہوں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں بھی اس موقع پر اپنا point of view دینا چاہوں گا۔ زیادہ تر ممالک میں جہاں پر parliamentary practice ہے، وہاں پر جو political etiquettes اختیار کیے جاتے ہیں ان میں there is a freedom of expression. ایوان میں اپنے خیالات کا اظہار کرنے پر کوئی قدغن نہیں ہے۔ پابندی اس چیز پر ہے کہ آپ جس party سے belong کرتے ہیں، اگر آپ government benches پر بیٹھے ہیں تو جب وہاں پر motion پیش ہو تو آپ کو اس کے حق میں ووٹ دینا ہے، اس کے خلاف نہیں دے سکتے، آپ کے خیالات چاہے جو مرضی ہوں۔ میں آپ سب صاحبان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ The House stands adjourned to meet again on Monday, 14th June, 2010 at 4:00 pm. Thank you very much individually and collectively.

[*The House was then adjourned to meet again on Monday, 14th June, 2010 at 4:00 pm.]*